عہد مغلیہ یورپی سیاحوں کی نظر میں

(۱۶۱۶ء تا ۱۶۱۹ء)

قسط نمبر ۱۴

پروفیسر محمد عمر، شعبۂ تاریخ، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

تفریحی مشاغل اور کھیل کود!

۱۔ **گھریلو مشغلے:** وہ لوگ تاش کھیلتے تھے جن کے پتوں کی تعداد "زیادہ" ہوتی تھی۔ شطرنج کھیلنے میں بھی انہیں اچھی خاصی دسترس حاصل تھی۔ ان کے علاوہ وہ لوگ بازی گروں اور شعبدہ بازوں سے اپنا دل بہلاتے تھے۔ جو اپنے کرتب دکھا کر انھیں محظوظ کیا کرتے تھے۔ ان کرتبوں میں ایک کرتب یہ تھا کہ وہ لوگ" مور چھل کی کھلی چوڑی ڈلیاں لاتے، اور سب تین چار خالی ڈلیاں تلے اوپر رکھ دیتے لیکن جب وہ انھیں اٹھاتے تو ان میں سے ہر ایک کی تہ سے چند جنگلی فاختے نکلتے۔ دوبارہ وہ انھیں ڈھک دیتے، اچھالتے اور الٹ دیتے اور فاختے غائب ہو جاتے۔

۲۔ کھلے میدانوں کے کھیل!

چھوٹے بازوں کی مدد سے وہ لوگ تیتر، بٹیر اور پرندوں کا شکار کرتے تھے۔ بارہ سنگھوں کا شکار وہ چیتے کی مدد سے کرتے۔ شکار کے تعاقب کرنے کے لئے وہ کتے ساتھ رکھتے تھے لیکن "شکار کئے ہوئے جانور کا تعاقب کرنے کے لئے انھیں نہیں کھولتے تھے"۔ عمدہ نشانہ بازی کے ساتھ ساتھ تیر اندازی ان کا دوسرا تفریحی مشغلہ تھا۔ بندوقوں سے

سے شکار مارتے۔ وہ صرف ایک گولی استعمال کرتے تھے۔ نشانہ لگانے میں وہ کچھ زیادہ دیر کیا کرتے تھے لیکن "نشانہ خالی نہیں جاتا تھا۔" گھوڑ سواری کا بھی ان کے تفریحی مشاغل میں شمار ہوتا تھا۔

تسلیمات کا طریقہ؛

ایک دوسرے یا کسی اجنبی سے ملنے کے موقع پر وہ لوگ یا تو اپنے سروں کو جھکا کر یا اپنا دایاں ہاتھ اپنی چھاتی پر رکھ کر وہ آگے بڑھتے ہوئے اپنے جسم کو جھکا لیتے تھے۔ "ساتھ ساتھ بہت دعائیں دیتے تھے"، اپنے قریبی دوستوں کو سلام کرتے ہیں وہ لوگ دوسروں کی ٹھوڑیاں یا داڑھیاں پکڑ لیتے اور زور سے یہ کہتے کہ وا" بابا" جس کا مطلب باپ تھا یا بھائی۔ ان کے سلام کرنے کا طریقہ "سلام علیکم" اور جواب" والک الاسلام یا غریب نواز" پر مشتمل تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ غریبوں کے لئے دعائیں کریں۔ اس کا جواب یہ ہوتا تھا۔ "تیری گھڑی گھڑی کی بلا ٹلے"

مہمانوں کی خاطر تواضع؛

اپنے مہمانوں کی وہ لوگ "بڑے انکسار" کے ساتھ خاطر تواضع کرتے تھے۔ اٹھ کر پہلے جھک جاتے اور اپنے ساتھ قالین پر بیٹھنے کی مہمان سے درخواست کرتے۔ چاہے کسی معاملے کی بات چیت ہو رہی ہو وہ "بڑے اخلاق اور شائستگی" سے جواب دیتے۔ انھیں پان پیش کرتے۔

آصف خاں کے ہاں دعوت؛

آصف خاں نے تھومس رو کو دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا۔ اس کا خیمہ "خوشگوار خوشبوؤں" سے معطر تھا۔ اور بڑی عمدہ قالینیں زمین پر بچھی تھیں۔ جس جگہ پر کھانے چنے جانے والے تھے وہاں قالینوں کو خراب ہونے سے بچانے کے لئے چمڑے کی ایک چٹائی بچھا دی گئی

اس کے اوپر "عمدہ سفید چھینٹ کا دستر خوان بچھا دیا گیا" اس کے اوپر نقرئی تشتریاں رکھدی گئیں۔ وہ لوگ "مثلث نما" صورت میں بیٹھے۔ آصف خاں کی دائیں طرف تھومس رو اور اس سے "اچھی خاصی دوری پر" اور ٹیری نیچے۔ ایک دوسرے کے آمنے سامنے وہ لوگ پالتی مار کر زمین پر بیٹھ گئے "ان سب کے کھانے الگ الگ تھے۔ تھومس رو کے سامنے" کھانے کی مجھ سے دس تشتریاں زیادہ اور میرے سامنے کھانے کی دس تشتریاں کم تھیں" اس کے بعد ہمارے میزبان کے سامنے کھانے چنے ہوئے تھے۔ لیکن میرے سامنے پچاس قسم کے کھانے چنے ہوئے تھے۔ مہمانوں کے سامنے "یہ کھانے بیک وقت چن دئے گئے تھے" ان کے درمیان میں چھوٹا سا ایک رستہ چھوڑ دیا گیا تھا تاکہ نوکر کھانے والے کے پاس کھانا پہنچا سکیں۔

ان رکابیوں میں سفید، زعفرانی، ہرے اور زرد رنگ کے چاول رکھے تھے "متعدد قسموں" کے دوسرے کھانوں کی تشتیں بھی دستر خوان پر رکھی گئی تھیں۔ مثلاً مرغ اور پرندوں کا بھنا ہوا گوشت وغیرہ۔ ان کے علاوہ یہ چیزیں بھی تھیں۔ کئی قسموں کی جلیبیاں، فرنی، اخروٹ ملے ہوئے چاول، مرغ کے گوشت کی فرنی، آٹے کی ٹکیاں، آلو، انوکھے پھلوں کے سلاد، بعض میٹھی اور بعض سادہ۔ اچھے گیہوں کی سفید اور ہلکی گول گول چپاتیاں تھیں۔ پینے کے لئے پانی۔

سواریاں:

اعلیٰ طبقے کے لوگ بعض مرتبہ گھوڑوں اور کبھی کبھی ہاتھیوں پر سوار ہو کر سفر کرتے تھے۔ وہ لوگ بیل گاڑیاں بھی استعمال کرتے تھے۔ جب وہ سفر پر روانہ ہوتے تو ان کے ساتھ زین کسے ہوئے گھوڑے بھی ہوتے تھے۔ بعض مرتبہ وہ لوگ پالکیوں پر سواری کرتے تھے جن پر پردے پڑے ہوتے تھے۔ ان میں وہ دراز ہو کر لیٹ جاتے تھے۔ زیادہ تر منصبدار ایسی ہی سواریاں پسند کرتے تھے۔

جنازے اور قبرستان:

کسی بڑے آدمی کے جنازے کے ساتھ "بڑی تعداد میں ماتمی لباس پہنے لوگ ہوتے تھے"

وہ آنکھ جس سے آنسو نہ بہہ رہے ہوں، انہیں اچھی نہیں لگتی تھی۔ ان میں سے بیشتر لوگ اپنی زندگی ہی میں نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے قریبی دوستوں اور رشتہ داروں کے لیے مقبرے تعمیر کروا لیتے تھے۔ ان کا قبرستان مضبوط ایک چار دیواری کے اندر ہوتا تھا۔ اگر ممکن ہوتا تو یہ قبرستان کسی تالاب یا جھرنے کے قریب بنائے جاتے تھے۔ ان میں خوشگوار فوارے، چھوٹی مسجدیں بنائی جاتی تھیں۔ پھلدار درخت لگائے جاتے تھے۔ اور ان کے امیروں کے "پسندیدہ" پھول لگائے جاتے تھے۔

اوقاف:

"بعض دولت مند لوگ بڑے شہروں اور قصبوں میں سرائیں تعمیر کرواتے"؛ جن میں بلا کرایہ مسافر ٹھہرتے تھے۔ دوسرے لوگ کنوئے اور تالاب بنواتے۔ وہ ایسے نوکر رکھتے تھے جو" جانوروں اور مسافروں کو پانی پلانے کے لیے" ہر وقت سڑک پر موجود رہتے تھے۔ اس خدمت کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا تھا۔

(۶) عوام: سب لوگوں میں یکساں خصائص

عادات، اطوار و حلیہ: بالعموم ان کا قد" بہت سیدھا ہوتا تھا" ٹیری نے نہ تو کسی ایسے آدمی کو دیکھا تھا جسکی کمر جھکی ہو یا ایسے آدمیوں کے بارے میں سنا ہی تھا۔ نہ ہی ان میں اس نے کسی لولے لنگڑے، یا بیوقوف یا قدرتی طور پر احمق آدمی کو دیکھا تھا۔ لوگوں کے چہرے کا رنگ زیتونی ہوتا تھا۔ ان کے بال" پہاڑی کوے کی طرح کالے، بہت سخت لیکن گھنگرالو نہیں تھے"۔ وہ لوگ بہت زیادہ سفید فام عورتوں اور مردوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ رنگ برص میں مبتلا لوگوں کا ہوتا تھا۔ وہ لوگ اپنی ٹھوڑیوں کو" ہمیشہ صاف" رکھتے تھے لیکن بڑی بڑی مونچھیں رکھتے تھے۔ جب ان کے بال سفید ہو جاتے تھے تو وہ لوگ" چھپانے کے لیے جیسا کہ وہ پہلے کرتے تھے" ان پر استرا نہیں پھرواتے تھے۔ اس وجہ سے" ان میں بہت سے بوڑھے آدمی" دیکھے جا سکتے تھے۔

خوش اخلاقی: ٹیری نے لکھا ہے کہ:" یہاں کے لوگ بالعموم بڑے خوش اخلاق ہوتے تھے۔

عام طور پر وہ اپنے اعلیٰ افسروں کے احکامات کے پابند ہوتے تھے۔ جن کی وہ خلاف ورزی نہیں کرتے تھے۔ وہ لوگ ان احکامات کو بڑی احتیاط سے انجام دیتے تھے۔ وہ ملازمین جو اپنے حاکموں کی اطاعت کرتے تھے انھیں "عمدہ" سمجھا جاتا تھا۔

شراب نوشی اور والدین کا احترام:

بیشتر لوگوں (ہندو اور مسلمان) کی شراب نوشی ایسی تھی کہ ان منشیات کے کھانے اور پینے کے مقابلے میں مرنا پسند کرتے تھے جنہیں قانون نے ممنوع قرار دیدیا ہو۔

وہ لوگ اپنے والدین کا بڑا احترام کرتے تھے۔ اپنی تھوڑی سی آمدنی کا نصف حصہ اپنے والدین کے آرام کے لئے دیدیتے تھے۔ ان کی ضروریات پوری نہ ہونے کی وجہ سے ان کے والدین کو تکلیف نہ ہو وہ اپنی ضروریات میں کمی کرنا پسند کرتے تھے۔ چونکہ وہ لوگ "اچھا لباس" پہنتے تھے اس لیے وہ نئی طرز کے لباسوں پر فخر نہیں کرتے تھے۔ اور اپنے آباو اجداد کے رسوم کی پیروی کرتے تھے۔

بزدلی:

جنگجو لوگوں۔ بلوچیوں، پٹھانوں اور راجپوتوں کے علاوہ۔ مغلیہ سلطنت کے بقیہ باشندے" جھگڑا کرنے کے مقابلے میں کھانا اور جھگڑا کرنے کے بجائے محاربہ کرنا پسند کرتے تھے۔ ٹیری نے جھگڑے کے ایسے بہت سے واقعات دیکھے تھے جن میں فریقین "اچھی طرح" سے مسلح تھے۔ بڑی بے شرمی سے وہ لوگ ایک دوسرے کو "گندی گالیاں" دے رہے تھے۔ لیکن کبھی اپنے ہتھیار نہیں نکالتے تھے۔ ان میں جب ایک آدمی کود کر دوسرے کی گردن پر سوار ہو جائے اور اسے زمین پر رگڑنے لگے تو مظلوم چلّانے لگتا تھا "رحم کرو رحم کرو" اور تماشہ بین حملہ آور کی ہمت کی تعریف یہ نعرہ لگا کر کرتے تھے بشاباش، شاباش

عام طور پر یہاں کے لوگ بزدل ہوتے تھے۔ وہ لوگ "زبانی جھگڑوں میں بہت بہادر تھے" لیکن اپنے ہتھیاروں سے لڑنے میں شجاع نہیں تھے۔ وہ لوگ ایک دوسرے

کو بُرے اور گندے لفظوں سے" مخاطب کرتے تھے"۔ ٹیری نے لکھا ہے: "ان کی زبان اتنی دراز اور بے ہم تھی کہ وہ ایک لفظ میں ایک آدمی کو دو تین گالیاں دیدیتے تھے"۔

زبان یا بولی :

ان کی بازاری زبان" ہندوستانی" کے نام سے موسوم تھی۔ اس کا عربی اور فارسی سے گہرا رشتہ تھا۔ وہ بہت سلیس اور بآسانی بولی جاسکتی تھی۔ اس کے حروف ابجی بائیں طرف سے لکھے جاتے تھے اور یہ طریقہ تحریر فارسی اور عربی سے بہت مختلف تھا۔ درباری زبان فارسی تھی اور عالموں کی زبان عربی۔ فارسی زبان" حلقی تلفظ کے مطابق" بولی جاتی تھی۔ ہندوستانیوں میں " استدلالی ٹھوس قوت،" پائی جاتی تھی اور کسی مناظرہ کے موقع پر وہ بہت اچھی طرح بحث کرسکتے تھے"۔

وفاداری اور دیانتداری :

" عیسائیوں کے مقابلے میں ترکوں اور ہندوستانیوں کے زیادہ شریف لوگوں میں زیادہ صداقت، وفاداری، ٹھیک ٹھاک لین دین، اپنی بات کی زیادہ پاس داری، پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک اور تلطف، مخیری اور رحم دلی پائی جاتی تھی"۔

پجاریوں کا احترام : تمام مذاہب کے" پیشواؤں کا" لوگ عام طور پر احترام کرتے تھے۔ یہاں کے لوگ ٹیری کو" پادری" کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اور اپنے طرز عمل میں اس کے لیے بڑا احترام کا مظاہرہ کرتے تھے۔

فرنگیوں کے بارے میں آراء : ٹیری کے بیان کے مطابق انگریزی فیکٹری کے قریب بسنے والے ہندوستانی" باشندوں" نے ٹوٹی پھوٹی انگریزی زبان میں ان کے بارے میں یہ رائے ظاہر کی کہ :" عیسائی مذہب شیطانی مذہب ہے، عیسائی لوگ زیادہ شراب پیتے ہیں،

زیادہ غلطیاں کرتے ہیں، دوسروں کو زیادہ مارتے اور گالیاں دیتے ہیں۔"

مکانات: متمول لوگوں کے مکانوں کی تعمیر میں عمدہ تعمیری سامان جیسے شہتیر، اینٹ انواع و اقسام کے پتھر اور مختلف رنگ اور قسم کے سنگ مرمر استعمال کئے جاتے تھے۔ ان کے مکانات زیادہ اونچے نہیں ہوتے تھے۔ اور "دو منزلہ" سے زیادہ نہ ہوتے تھے۔ ان کی چھتیں ہموار اور موٹی ہوتی تھیں جو مضبوط شہتیروں پر اچھی طرح سدھی ہوتی تھیں۔ ان چھتوں پر چوڑے چھجے ہوتے تھے جہاں بہت سے لوگوں کے لئے جگہ ہوتی تھی۔ صبح سویرے اور سورج غروب ہونے کے بعد تازہ ہوا کھانے کے لیے بہت سے لوگ جمع ہوتے تھے۔ ان کے دو منزلہ مکانوں میں عام طور پر اوپری کمرے بہت بڑے ہوتے تھے۔ ہوا کے آنے کے لئے ان کے کناروں میں دہرے دروازے ہوتے تھے۔ وہ "کمرے" کھلے اور صاف ستھرے ہوتے تھے۔" دوسرے ذرائعوں سے" ان میں روشنی پہونچائی جاتی تھی۔ شیشے کی کھڑکیوں اور دوسرے قسم کی چیزوں کے استعمال سے وہ لوگ نابلد تھے۔ چمنیاں کہیں نہیں دیکھی جاسکتی تھیں کیونکہ" کھانا پکانے کے علاوہ وہ کسی دوسرے کام میں آگ کا استعمال نہیں کرتے تھے۔" اس کام کے لیے (مکانوں میں) کسی دیوار کے سامنے اور باہر کسی زمین کے کنارے پر آگ جلائی جاتی تھی۔ تپش سے بچنے کے لئے، پڑاؤ میں آگ جہاں تک ممکن ہوتا بہت دور جلائی جاتی تھی۔ عمارتوں کے بیچ میں سایہ کے لئے اونچے اور پھیلنے والے درخت لگائے جاتے تھے۔

"غریب غرباء کے مکانات، بہت معمولی اور ایک دوسرے سے ملے ہوتے تھے۔ کوئی مکان دوسرے مکانوں سے الگ نہیں ہوتا تھا۔ ان کی دیواریں مٹی کی ہوتی تھیں۔ جس میں گھاس پھونس ملا ہوتا تھا۔ وہ دیواریں مضبوطی سے کھڑی رہتی تھیں۔ ایسے مکانوں کی چھتیں نچلی اور ہموار ہوتی تھیں۔ شہتیر کے بجائے ان کی چھتیں لکڑیوں سے بنائی جاتی تھیں تاکہ اگر ان میں آگ لگ جائے تو انھیں جلدی سے دوبارہ بنایا جاسکے۔

سواریاں: اعلیٰ طبقے کے لوگ "خچر، گھوڑے، اونٹ، سانڈنیوں یا دو پہیوں کی گاڑیاں

سواری کے لیے استعمال کرتے تھے۔ گاڑیوں کے اگلے اور پچھلے حصے کپڑے سے ڈھکے ہوتے تھے اور دونوں بغلیں کھلی ہوتی تھیں۔ گاڑی بان کے علاوہ ان میں چار آدمی بیک وقت بیٹھ سکتے تھے۔ ان میں بطور حاشیہ گدّے لگا دئے جاتے تھے جو "پارچہ کی پٹیوں" سے بندھے ہوتے تھے۔ ان کے پچھلے حصے میں "گاؤ تکیئے رکھے ہوئے تھے"۔ ان کے غلاف مخمل اور ساٹن یا زرق برق ریشمی کپڑوں کے بنے ہوتے تھے۔ ان گاڑیوں کو ایک جوڑی بیل چلاتے تھے۔ ان بیلوں کے سینگوں کے اوپری سروں پر عام طور پر چاندی یا تانبے کے پتروں کو بڑی خوبصورتی سے منڈھ دیا جاتا تھا۔ قد و قامت میں وہ بیل گھوڑوں کے برابر ہوتے تھے۔ بعض مرتبہ چاندی کی گول گھنٹیاں ان کے گلوں میں باندھ دیتے تھے۔ چھوٹی رسیوں کے ذریعہ انہیں اشارے کئے جاتے تھے۔ جو ان کے نتھنوں اور سینگوں سے ہوکر گاڑی بان تک پہونچتی تھیں۔ انکو آگے بڑھانے کے لئے گاڑی بان انہیں ایک چھوٹی لکڑی سے ہانکتا تھا۔ "اچھی رفتار سے چل کر" ایک دن میں وہ بیس میل کی مسافت طے کر لیتے تھے۔

ایک جگہ سے دوسری جگہ غریب لوگ پیدل سفر کرتے تھے ان کے بچے گدھوں پر اور عورتیں "چھوٹے بیلوں" پر سوار ہوکر سفر کرتی تھیں۔ مردوں کی طرح ان کی عورتیں "پیر اِدھر اُدھر" کرکے سواری کرتی تھیں۔

تمباکو نوشی: تمباکو کی کاشت کثرت سے ہوتی تھی لیکن اسے سکھانے اور مرتب کرنے کے علم سے وہ نابلد تھے۔ تمباکو کو پینے کے لیے وہ لوگ حقّوں کا استعمال کرتے تھے جن کی گردنیں تنگ اور اوپری گول حصہ کھلا ہوتا تھا۔ اس کے اندر (پیٹ) سے دھواں نکلتا تھا، جس کے نچلے حصے میں پانی بھر دیا جاتا تھا۔ وہ لوگ چلم میں تمباکو کے پتے رکھ کر اس پر انگارے رکھ دیتے تھے۔ حقہ زمین پر رکھا رہتا تھا۔ مٹی کے حصے پر وہ لوگ پتلے سرکنڈے یا بینت کس کر باندھ دیتے تھے۔

اشیائے نوش: عام طور پر پانی پیا جاتا تھا۔ بعض مرتبہ کچھ بیج ڈال کر پانی کو ابال لیتے تھے اور یہ ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ دوسرے موقعوں پر وہ لوگ پانی میں لیموں کا رس ملا لیتے تھے۔

جس کو وہ "شربت" کہتے تھے۔ عام قسم کی ایک شراب وہ لوگ شکر اور ایک قسم کے مسالے دار بلدے سے بناتے تھے۔ اسے "جگرا" کہا جاتا تھا وہ لوگ اسے "عرق" کہتے تھے۔

تجارتی کاروبار: وہ لوگ اپنے تجارتی کاروبار اور صنعتی چیزوں کو شہروں اور قصبوں تک محدود رکھتے تھے۔ خرید و فروخت کے لئے مقامات مقرر کر دئے گئے تھے۔ جہاں وہ روٹی آٹا، بتاشہ، پھل اور دوسری چیزوں خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ وہ اپنا سب سامان بازار سے لاتے تھے جو دن میں دو مرتبہ۔ سورج کے طلوع ہونے کے ایک گھنٹہ پہلے اور بعد میں اور سورج غروب ہونے کے تھوڑی دیر پہلے اور بعد میں لگتے تھے۔

زمین اور کاشتکاری: وہ لوگ اپنی زمینوں کو بیلوں اور بھیر سے چلائے جانے والے ہلوں سے جوتتے تھے۔ ان کے کھیت بونے کا وقت "مئی کا مہینہ اور کاٹنے کا زمانہ نومبر اور دسمبر تھا۔ ان کے کھیت گھرے نہیں ہوتے تھے۔ وہ گھاس کو سوکھی گھاس بنانا نہیں جانتے تھے لہذا وہ اسے زمین سے بالکل ہرا یا سکھا کر کاٹتے تھے۔

سونے کا طریقہ: گرمی کے زمانے میں غریب غربا نیچے کوئی کپڑا بچھا کر زمین پر سوتے تھے۔

کھانے: وہ لوگ ہری ادرک ملا کر اُبلے ہوئے چاول کھاتے تھے جس میں تھوڑی سی کالی مرچ اور گھی ملا لیتے تھے۔ یہ ان کا "پسندیدہ" کھانا تھا لیکن "شاذونادر" ہی وہ لوگ یہ کھانا کھاتے تھے۔ ان کا "معمولی کھانا" گیہوں کی روٹیاں نہ تھیں بلکہ "موٹے اناجوں کی روٹیاں تھیں" جو تندور میں پکائی جاتی تھیں۔ ان کے خیال میں اس طرح بنائی گئی روٹی "صحت بخش اور خوش ذائقہ" ہوتی تھی۔ جب وہ لوگ سفر پر جاتے تھے تو وہ اپنے ساتھ گول چولہے (تندور) لے جاتے تھے۔

سلام کا طریقہ: غریب غربا لوگ یا تو پہلے اپنے دائیں ہاتھ کو زمین پر رکھ دیتے تھے یا گھٹنے

کے بل زمین پر گر پڑتے تھے اور اس کے بعد زمین پر سجدہ کرتے تھے۔ (ماتھا ٹیک دیتے تھے) ادنیٰ لوگ اپنے سے اعلیٰ لوگوں کو تحسین و آفریں ان الفاظ میں کرتے تھے کہ ہم لوگ آپ کی روٹی اور نمک کھاتے ہیں۔"

مزدوروں اور ملازمین کا طبقہ: اپنی حفاظت کے لئے بالعموم لوگ راجپوتوں بلوچیوں اور پٹھانوں کو ملازم رکھتے تھے۔ ٹیری نے لکھا ہے کہ: "جو کوئی بھی انھیں ملازم رکھتا، چاہے وہ انگریز ہو یا کوئی دوسرا یہ ہندوستانی اپنے آقا کے اس قدر وفادار ہوتے تھے کہ اگر کسی موقع پر کوئی اس پر حملہ آور ہوتا تو ضرورت کے بجائے انھیں چھوڑ دینے کے بجائے ان کے دفاع کرنے میں اپنی جان تک دیدیتے۔" اگر کسی نے اس کے آقا پر حملہ کیا اور اسے مارنے کی کوشش کی تو اس کام میں کامیابی حاصل کرنے سے پہلے اسے اس محافظ کا خون بہانا پڑتا تھا۔" وہ لوگ بہت محنتی اور جفاکش ہوتے تھے۔

ہمیشہ وہ لوگ اپنے آقا کے اتنے قریب رہتے تھے کہ انہیں بلایا جا سکے اور خاص طور پر اجازت لیے بنا نہیں جاتے تھے۔ اجرت پر وہ بازار میں مل سکتے تھے۔ فی کس ۵ شلنگ سے زیادہ ان کی اجرت نہ ہوتی تھی۔ جب انھیں اجرت پر رکھا جاتا تھا تو وہ ایک ماہ کی تنخواہ پیشگی لیتے تھے۔ وہ اس قدر دیانتدار ہوتے تھے کہ" جب انھیں برطرف کر دیا جاتا تھا تو رخصت ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے تک وہ اپنے آقا کی خدمت کرتے رہتے تھے۔" اس جفاکشی اور وفاشعاری کے عوض وہ اس بات کی امید رکھتے تھے کہ انھیں بوقت ضرورت تنخواہ ادا کر دی جائے۔ انگلستان میں نوکروں کے مالکوں اور ہندوستانی مالکوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ٹیری نے لکھا ہے کہ وہاں کے آقا انھیں اس طرح رخصت کرتے تھے کہ وہ دوبارہ اس سے بات نہ کرے گا۔

بے حد شرمناک سزا: اگر کوئی اجنبی شخص انھیں کوڑے سے مارے تو وہ لوگ اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوڑے کی چوٹ بچھو کے ڈنک

مارنے سے بھی زیادہ بدتر تھی۔ لوگوں کی رائے میں سب سے زیادہ شرمناک سزائیں یہ تھیں۔
اوّل وہ کوڑا جس سے وہ اپنے جانوروں کو مارتے تھے یا ان کے سروں پر جوتے مارے جائیں۔

پرندوں کا شکار: "پانی استعمال کرکے حیرت انگیز ترکیب سے وہ لوگ پرندوں کو پکڑتے تھے؛ ایک پرندکا حلیہ بنا کر ایک آدمی پانی میں اتر جاتا تھا اور ان کی آواز کی نقل کرتا تھا۔ سر کے علاوہ اس کا بقیہ دھڑ پانی کے اندر ہوتا تھا جس پر نقلی چتر یا بندھی ہوتی تھی۔ اس طرح پرندوں کے قریب پہونچ کر جس طرح وہ چاہتا انھیں پانی کے اندر کھینچ لیتا۔

عام بیماریاں: عام طور پر پائی جانے والی بیماریاں یہ تھیں۔ جسمانی مادہ کا بہنا، گرم بخار گھٹیا، مہلک امراض، گندی بیماریاں، استسقائے زقی، مرگی، سوجن اور جلن وغیرہ۔ ٹیری نے لکھا ہے کہ مشرقی ہند کے باشندے سخت گرم بیماریوں میں اس وقت تک حکما کا بہت کم علاج کرواتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض مرتبہ کوئی نہ کوئی نس پھٹ جاتی تھی۔ اس کے بعد وہ بہت روزہ رکھتے تھے۔ کیونکہ یہی ان کا امید افزار علاج تھا؛

رنڈیاں اور طوائفیں: طوائفوں کو "پوری آزادی" حاصل تھی۔ چکلوں کے قائم کرنے کی اجازت دینے سے پہلے ان کے ناموں کا اندراج کر لیا جاتا تھا۔
ادنیٰ درجوں کی ان طوائفوں کو دوسروں کی "بہت کم تواضع کرنی پڑتی تھی"؛ کیونکہ لوگ کھلے عام ان کے چکلوں پر جاتے تھے۔ بعض اعلیٰ درجے کی طوائفیں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھیں اور سنجیروں کو بجا کر گایا کرتی تھیں۔

حجام لوگ: لوگ برابر داڑھیاں بنوایا کرتے تھے۔ ان کی اس عادت کی وجہ سے "عمدہ حجام" وجود میں آئے۔ استروں کے علاوہ ان کے پاس چھوٹے اوزار بھی ہوتے تھے جن سے وہ ناخن صاف کرتے اور انھیں کاٹتے تھے۔ ان کے پاس اسٹیل کا بنا ہوا

ایک گول آئینہ بھی ہوتا تھا جو کھلا ہوتا تھا لیکن "وہ بیحد صاف" ہوتا تھا۔ جب وہ آگے پیچھے گھومتے تو وہ لوگوں کو بے کار بیٹھے دیکھ کران کے سامنے آئینہ کر دیتے، یہ عمل اس بات کی علامت تھی کہ ان کی خدمات موجود تھیں۔

(۷) مختلف فرقوں کی بعض خصوصیات

(الف) مسلمان: ایرانی اور تورانی: ایرانیوں میں بہت سے خوش اندام لوگ پائے جاتے تھے۔ تورانی شجاع، سڈول، جسمانی طور پر مضبوط، ان کے چہرے چپٹے، اور ناکیں چپٹی ہوتی تھیں۔

حلیہ اور لباس: " وہ لوگ شریفانہ لباس پہنتے ہیں کیونکہ وہ لوگ ننگے نہیں رہتے ہیں جس طرح کے مغربی ہندوستان کے بہت سے لوگ رہتے ہیں۔ ان کا لبادہ کمر تک چست کسا ہوتا ہے اور اس کے بعد گھٹنوں کے ذرا نیچے تک وہ ڈھیلا لٹکا ہوتا ہے۔ اس کا نچلا چست ہوتا ہے۔ اس چست لبادے کو دونوں کندھوں پر فیتوں سے باندھ دیتے ہیں۔ وہ لبادے گاڑھے یا عمدہ سفید چھینٹ کے بنے ہوتے ہیں۔ جو عوام پہنتے ہیں اور اسی طرح اس لباس کو کمر میں ایک ڈوری سے دونوں طرف سے باندھ دیتے ہیں۔ یہ لباس ان کی چھاتیوں تک ہوتا ہے۔ اور اسی طرح کمر ڈوریوں سے باندھتے ہیں لیکن دوسری ڈوریوں سے یہ ڈوریاں کم لمبی ہوتی ہیں۔ بس اتنا ہی لباس وہ لوگ بالعموم اوپری حصے میں پہنتے ہیں کہ ان کے پیر کھلے رہتے ہیں۔"

ملاؤں کے علاوہ، اکثر لوگ داڑھی منڈواتے تھے۔ لیکن "مونچھیں لمبی" رکھتے تھے۔ سیسے سے بنے کالے کنگھوں سے کنگھی کر کے ان مونچھوں کو وہ قدرتی رنگ میں رکھتے تھے۔ مسلمان اپنے سر پر اُسترا پھروا دیتے تھے لیکن سر کے چاند میں ایک (لٹ) چوٹی چھوڑ دیتے تھے۔ ان کا گنجا پن" دکھائی نہیں دیتا تھا؛ کیونکہ وہ لوگ چھینٹ کے کپڑے کی سر پر پگڑی باندھتے تھے۔ جس میں بہت سے گھیر ہوتے تھے۔"

ان کی بعض خصوصیات: بہت سے مسلمان کاہل ہوتے تھے جو" کام کرنے کے بجائے

کھانا جانتے تھے ؛ جب لوگ صبح حجامت بنوانے تھے ۔ ان میں سے متول لوگ داشتائیں رکھتے تھے جن میں سے بیشتر طوائفیں ہوتی تھیں ۔ منکوحہ ایک عورت سے مولود بڑے لڑکے کو دوسروں پر فضیلت حاصل ہوتی تھی جسے وہ " بڑا بھائی" کہتے تھے ۔

مسلمانوں کے سالِ نو کا آغاز ۱۰ مارچ سے ہوتا تھا جب سورج حمل میں داخل ہوتا تھا۔ ایک سال میں ۱۲ مہینے ہوتے تھے ۔

عورتیں: " اعلیٰ طبقے" کی عورتوں کو دیکھنے میں ٹیری کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی لیکن دوسرے طبقوں کی عورتوں کا لباس ان کے مردوں سے مختلف نہیں ہوتا تھا ۔ وہ لمبا کرتہ اور تنگ چوڑی دار پائجامہ پہنتی تھیں ۔ وہ اپنے بالوں کو پٹی یا فیتے سے باندھتی تھیں ۔ ان کی چوٹی پیٹھ کی طرف لٹکی ہوتی تھی وہ برقعہ بھی پہنتی تھیں جو عام طور پر سفید چھینٹ کے بنے ہوتے تھے ۔ اسے وہ اپنے لباس کے اوپر پہنتی تھیں ۔

جہاں تک ان کے زیورات کا سوال تھا تو وہ اپنے کانوں میں " بڑے گوشوارے" پہنتی تھیں ۔ ان کے کان چھدے ہوتے تھے ۔ دولتمندوں کے لئے یہ گوشوارے چاندی یا سونے کے بنائے جاتے تھے اور غریب و غرباء کے لوہے یا تانبے کے بنے ہوتے تھے، لیکن ان پر "پالش" ہوتی تھی ۔ ان کے نتھنے کو چھیدا جاتا تھا ۔ حسبِ خواہش وہ سونے یا چاندی کی نتھ پہنتی تھیں ۔ نتھ میں ایک موتی آویزاں ہوتا تھا جس کے بیچ میں ایک سوراخ ہوتا تھا ۔ نتھ کے دونوں سرے اس سوراخ کے اندر ملتے تھے ۔

" اعلیٰ طبقے کی بعض عورتیں" الماس، سونے یا چاندی یا تانبے کے کھوکھلے کڑے اپنی کلائیوں اور پیروں میں پہنتی تھیں ۔ بازوؤں اور پیروں میں وہ دو دو، تین تین کڑے پہنتی تھیں آپس میں ٹکرانے سے ان سے آواز پیدا ہوتی تھی ۔ جب ان کے بچے ہوتے تو وہ بہت خوش ہوتے ۔ " چھوٹے لوگ" چند سالوں تک اپنے بچوں کو ننگے رکھتے ۔ کبھی کبھی انھیں چھینٹ کا بنا کرتہ پہنا دیتے ۔ ——————— (جاری)

مطبوعات ندوۃ المصنفین

قصص القرآن

قصص القرآن کا شمار ادارے کی نہایت ہی اہم اور مقبول کتابوں میں ہوتا ہے انبیاء (علیہم السّلام) کے حالات اور ان کے دعوتِ حق اور پیغام کی تفصیلات قرآن کریم کی روشنی میں بیان کی گئی ہیں اس درجہ کی کوئی کتاب کسی زبان میں شائع نہیں ہوئی۔ کتاب کی چار ضخیم جلدیں ہیں۔

جلد اوّل میں حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیٰ نبینا وعلیہما السّلام تک کے مکمل حالات آگئے ہیں۔ صفحات ۵۴۴۔

جلد دوم۔ حضرت یوشع علیہ السّلام سے لیکر حضرت یحییٰ علیہ السّلام تک ان تمام پیغمبروں کے حالات سوانحِ حیات اور دعوتِ حق کا بیان ہے۔ صفحات ۲۸۰

جلد سوم۔ انبیاء علیہم السّلام کے واقعات کے علاوہ باقی قصص قرآنی اور تاریخی واقعات کا عبرت آموز بیان ہے۔ صفحات ۴۱۲

جلد چہارم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ پاک کی اور دعوت کا مفصل حال اور محققانہ بیان مع دیگر ضروری حالات و واقعات اور مباحثِ مہمہ صفحات ۵۲۰ متوسط تقطیع ۲۰×۲۶/۸

قیمت جلد اوّل	طبع آفسٹ	قیمت -/۱۴۰		مجلد	۱۶۵
" جلد دوم	"	"	-/۸۰	"	۱۰۵
" جلد سوم	"	"	-/۱۲۵	"	۱۵۰
" جلد چہارم	"	"	-/۱۲۵	"	۱۵۰
کامل چار جلدیں	"	"	-/۴۷۰	"	۵۷۰